رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

نور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ... للعہ
" ششماہی " ... ۱۲
" امراء سے سالانہ ... للعہ
" غیر ممالک سے ۸ شلنگ

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

مقاصد

۱- اسلام [illegible]
اور ویدک دھرم [illegible]
۲- سکھوں [illegible]
اسلام کے [illegible]
۳- دیگر [illegible]
اور صحیح [illegible]
۴- [illegible]
مضبوط اور مستحکم کرنا

جلد ۱۶ | ایڈیٹر: شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری | نمبر ۱۱

زنبیل

ماہ رمضان میں نور مفت: جو شخص رمضان کے مہینہ میں نور کا خریدار بنے گا اسے ہندو دھرم کی حقیقت ۸؍ آریہ مذہب کی حقیقت ۱۲؍ پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب ۸؍ یعنی جملہ تین روپیہ کی کتابیں مفت دی جائیں گی محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا جو صرف ۶؍ ہیں آج ہی درخواست بھیجدیں۔ پھر یہ نادر موقع ہاتھ نہ آئیگا

پتہ: مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

ضروری اطلاع جن دوستوں کے نام ہم پرچہ کو وی پی کیئے گئے ہیں انہیں توقع رکھنی چاہیے کہ یہ دوست اس نازک وقت میں ضرور نور کا وی پی وصول فرماکر دعا اور شکریہ کا موقع دیں نور کا وی پی وصول کرنے والوں کو آریہ مذہب کی حقیقت اور ہندو دھرم کی حقیقت۔ ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب تین روپیہ کی کتب مفت دی جائیں گی تو اس صورت میں ایک بھی وی پی واپس نہ آنا چاہیئے اس قدر رعایت کے باوجود بھی اگر کسی صاحب کو وی پی کی وصولی میں کچھ تامل ہو تو وہ دس روز تک وی پی ڈاکخانہ میں بطور امانت رکھکر دفتر نور سے خط وکتابت کر کے اپنے شبہ کو دور کر سکتے ہیں۔

صفحہ دو کو ضرور پڑھیں نور کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے کہ جسے ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے نور کو زندہ رکھنے کے لیے صفحہ ۲ پر مفصل اعلان ہے جسمیں لکھا گیا ہے کہ نور کے نئے خریداروں کو بیسیوں قیمتی کتابیں مفت ملیں گی۔ دوستوں کو چاہیے کہ اب نور کی توسیع اشاعت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اگر دوست ہمت کریں تو ایک ہفتہ کے اندر اندر نور کی اشاعت ہزاروں تک پہنچ سکتی ہے اگر اب بھی دوستوں نے توجہ نہ کی تو نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کا مستقبل کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

پنڈت امین چند صاحب ٹھیکدار نخرا، شواری سے لکھتے ہیں کہ محترم بندہ شری مان جی آپکی مصنفہ کتب دربارہ حضرت شری گورو نانک جی مہاراج کا مطالعہ کیا واقعی جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا اس کو بندہ حق تسلیم کرتا ہے براہ کرم بواپسی ڈاک مطلع فرما دیں کہ اہل اسلام نے گورو صاحب کا مزار شریف کہاں بنایا ہے۔

نور: گورو صاحب کا مزار شریف دریائے راوی کے کنارہ پر تھا جسے دریا کی طغیانی بہا کر لے گئی۔

چوہدری محمد علی خان صاحب سکرٹری تعلیم تربیت کریام سے لکھتے ہیں کہ میرے دل پر سخت چوٹ لگی کہ نور اکثر احباب کی سستی کا شکار ہو رہا ہے حالانکہ تمام ہندوستان میں یہی ایک اخبار ہے جو آریوں اور سکھوں کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیتا اور انہیں آشتی کے ساتھ صداقت اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ اخبار بند ہوگیا تو اسلام کے لیے ماتم کا دن ہوگا۔ آپ میرے نام فوراً اخبار جاری کردیں۔

جناب چوہدری حیات محمد صاحب اورسیر لکھتے ہیں میں خود بھی نور کا خریدار ہوں اور میری طرف سے آگے ہی ایک پرچہ ایک صاحب کے نام جاری ہے اب دوسرا بھی جاری کردیا جاوے وی پی آنے پر قیمت فی الفور ادا ہوگی خدا کرے جماعت اپنے فرض کو سمجھے اور نور

حیرت انگیز رعایت، نور کے متعلق آخری فیصلہ

اس اپیل کو شروع سے آخر تک بغور ملاحظہ فرمائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ اس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۱۷ جون ۱۹۱۸ء کو فرمایا کہ ہر ایک احمدی نور کی خریداری کو اپنا فرض سمجھے۔ سر دست میں بھی پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں،، پھر ۲۷ دسمبر ۱۹۲۰ء کو فرمایا کہ نور کے مضامین تبلیغ کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا۔ نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط آئے جو اسلام کے بہت قریب ہیں مگر نور کی اشاعت بہت کم ہے اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے،،

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح ہر سالانہ جلسہ پر نور کی خریداری کے متعلق خصوصیت سے قوم کو توجہ دلاتے ہیں مگر تا حال نور کے مستقل خریداروں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اس قلیل اشاعت پر کوئی اخبار زیادہ دیر کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اخبار کے زندہ رکھنے کے لئے کم از کم ایک ہزار مستقل خریداروں کی ضرورت ہے لہذا کچھ عرصہ کے لئے نور کے نئے خریداروں کو ہندو دھرم کی حقیقت عہ آریہ مذہب کی حقیقت عہ ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب ۸ر یعنی جملہ تین بے نظیر کتابیں جو آریوں اور سناتنیوں میں تبلیغ کے لئے اپنا ثانی نہیں رکھتیں مفت دی جائینگی صرف محصولڈاک بذمہ خریدار ہوں گے گویا دوسرے الفاظ میں نور آپ کو سال بھر مفت ملتا رہے گا۔ اس مفید تجویز پر عمل کرنے سے آپ تین بڑے فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) اور اپنے مجاہد اور غازی پرچہ کی زندگی کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی اس دیرینہ خواہش کو کہ نور کی اشاعت اس قدر ہو جائے کہ یہ آئے دن کی مشکلات سے آزادی حاصل کر سکے پورا کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) علاوہ نور کے سال بھر کے مطالعہ کے (۱) آریہ مذہب کی حقیقت عہ (۲) ہندو دھرم کی حقیقت عہ (۳) ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب ۸ر ان زبردست تین تبلیغی کتابوں کو جن کی قیمت ۱۲ ہے مفت لے سکتے ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ اس تجویز سے مجھے کوئی مالی فائدہ نہیں صرف نور کو زندہ رکھنے کے لئے یہ آخری اپاؤ ہے اگر اب بھی دوستوں نے توجہ نہ کی تو اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے لہذا میں جملہ ناظرین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی پڑھوائیں اور مقامی انجمنوں کے سکرٹریوں اور پریذیڈنٹوں۔ امیروں کی توجہ میں خصوصیت سے لائیں اور اس معاملہ کو نہ صرف پڑھنے پڑھانے اور توجہ دلانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ عملی قدم اٹھائیں کیونکہ یہ نور کی زندگی اور موت کا سوال ہے اور نور کی بقاء کے لئے کم از کم ایک ہزار خریداروں کی ضرورت ہے اور میں بدوں کسی حیل و حجت اور تامل کے یہ کھونگا کہ اب یہ اس قوم کی ادائیگی فرض کا ہے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور اگر دوست ہمت کریں تو ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی نور کی خریداری ایک ہزار تک پہنچ سکتی ہے اگر دوستوں نے آخری تجویز پر بھی توجہ نہ کی تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار نور بند ہو جائے گا۔ اور لوگوں کے لئے یہ یادگار چھوڑ جائے گا کہ یہ اس قوم کے غازی اور مجاہد پرچہ کا حشر ہوا جس کی سرپرست وہ قوم تھی جس کا ماٹو دین کو دنیا پر مقدم رکھنا تھا دوستو پیشتر اس کے کہ نور کے بند ہونے کی نوبت آئے خدارا ذرا اپنی ذمہ واریوں کو پہچانو ایسا نہ ہو کہ آپ کی تھوڑی سی سستی سے نور بند ہو جائے یا دوسرے الفاظ میں تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کی واحد تحریک کو ایسا صدمہ پہنچ جائے جس کی تلافی مابعد میں بہت مشکل ہو جائے۔

آپکے جواب کا منتظر۔ خاکسار:- محمد یوسف ایڈیٹر و مالک

اخبار نور قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

ماں بچے کی نگہداشت، یہ رسالہ ہر گھر میں موجود رہنا چاہیئے۔ زخمی دلوں کا مرہم اور غمزدوں کا سہارا ہے۔ ہم کس طرح خانگی فکروں سے بچ سکتے ہیں اس سے معلوم کیجیئے۔ ماؤں کا وظیفہ اور بچوں کا تعویذ بس یہی ہے لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ قیمت صرف ۲ر محصولڈاک علاوہ۔ مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں حضرت باوانانک مسلمان تھے

سوامی سوتنترانند کے مضمون کا دندان شکن جواب

نمبر ۳

اب غور کرو کہ اس جگہ حضرت باوا صاحب نے شیطان کا پیرزکن لوگوں کو ٹھیرایا ہے۔ پھر گرنتھ صاحب آد کے صفحہ ۸۷۲ اپر یہ لکھا ہے اور ہمارے سکھ دوست ضرور ان شلوکوں کو پڑھتے ہوں گے۔ مگر خدا جانے ان شلوکوں پر جن پر انسانی نجات کا دار و مدار ہے۔ کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ بھرحال وہ شلوک یہ ہیں:-

فریدا بے نماز کتیا ایہہ نہ بھلی ریت ‖ کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار ‖ جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار

جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کاہیں ‖ کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

گرنتھ صاحب آد ایک ایسی کتاب ہے کہ ہمارے سکھ دوستوں کا عقیدہ ہے کہ اس کے ایک حرف سے روگردانی کرنے سے بھی انسان خدا کی رضامندی سے دور ہو جاتا ہے یہ شلوک صاف پنجابی میں ہیں۔ مگر تاہم میں اس کا سادہ سادہ ترجمہ اردو میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اے فریدا بے نمازی کتے کی طرح ہے اور نماز کا تارک ہونا بہت برا ہے نجس ہے وہ جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتا۔ فریدا جلدی اٹھ اور وضو کر اور مسجد میں جا کر نماز پڑھ۔ کیونکہ جو سر نماز میں اپنے خالق و مالک کے سامنے نہیں گرتا وہ اڑائے جانے کے قابل ہے۔ جو سر خدا کے حضور نماز میں نہیں گرتا وہ کس کام کا۔ ایسا مغرور سر اتار کر ہانڈی کے نیچے جلائے جانے کے قابل ہے۔ اب ہم نہیں سمجھتے کہ ان کھلی کھلی اور صاف صاف اور واضح واضح ہدایات کے سامنے کس طرح انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کو گرنتھ صاحب کے ان شلوکوں پر چلنے کی توفیق دے۔ تاکہ ہم اس سے روگردانی کرنے سے اس سزا کے مستحق نہ ٹھہریں جو روگردانی کرنے والوں کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب کے رگ و پے میں اسلام سرایت کر چکا تھا۔ کہ سوائے تلاوت قرآن کریم اور پنجگانہ نماز وغیرہ کے آپ کو کوئی چیز نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ آپ جنم ساکھی کلاں جو سکھوں میں سب سے پرانی اور قدیم جنم ساکھی کے نام سے مشہور ہے کے صفحہ ۲۳۱ سطر ۲۹ پر آپ فرماتے ہیں:-

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں ‖ تھوڑا بہت کھٹیا ہتھو ہتھ گویں

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر لعنت ہے جو نمازوں کے تارک ہو گئے۔ جو تھوڑا بہت کمایا تھا گویا اس کو بھی دست بدست ضایع کر رہے ہیں۔

اللہ اللہ اس شخص میں خداوند تعالیٰ نے کس طرح اسلام کی تعلیم کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ اور ایمان کے نور سے آپ کا سینہ منور ہو چکا تھا۔ پیارو کیسی کھلی کھلی اور واضح واضح باتیں ہیں۔ سوامی جی جو یہ کہتے ہیں کہ باوا صاحب ہندو تھے۔ میں ان کی خدمت میں کمال عزت و احترام سے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ ازراہ کرم شری گرنتھ یا جنم ساکھی کی دکھلائیں کہ شری گورو نانک دیوجی مہاراج نے گائتری اور سندھیا وغیرہ کی نسبت یہ فرمایا ہو کہ جو لوگ سندھیا اور گائتری کے تارک ہیں۔ وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے بلکہ سندھیا اور گائتری کے متعلق گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:-

منوا استر سندھنا کرے وی چار ‖ نانک سندھیا کرے من مکھی جیونہ ٹکے مرے جنمی دار وار ‖ سندھیا ترپن کرے گائتری ان بوجھے دکھ پایا

(سورٹھ)

مطلب۔ گرنتھ میں لکھا ہے کہ انسان بے فائدہ سندھیا وغیرہ کرتا ہے کیونکہ سندھیا کرنے سے تسلی اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا۔ مگر تناسخ کے وہم میں پڑا بھٹکتا رہا ہے ایسی گائتری سے کیا فائدہ جس میں سوائے دکھ اور تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نماز کے متعلق باوا صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں

جنم ساکھی صفحہ ۲۳۱ سطر ۲۹ یعنی جو لوگ نماز کے تارک ہیں وہ لعنتی ہیں مگر دوسری طرف گائتری کے متعلق باوا صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اس کے کرنے سے انسان دکھوں اور تکلیفوں میں پڑتا ہے۔ ایک چیز کے نہ کرنے سے دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دوسری کے کرنے سے دکھوں میں گرفتار ہوتا ہے۔

بتلائیے کہ ہم باوا صاحب کو اب مسلمان کہیں؟ یا ہندو؟ آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ عیاں را چہ بیاں۔ نہ صرف باوا صاحب دوسروں کو ہی اسلام کی تلقین فرماتے۔ بلکہ خود اسلام کے حرف حرف پر عامل اور عالم باعمل تھے۔ چنانچہ جنم ساکھی کلاں جو سب سے پرانی جنم ساکھی ہے کے صفحہ ۲۰۳ سطر ۲۵ میں لکھا ہے:-

کن وچ انگلیاں پائے کے تب نانک دتی بانگ

یعنی باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دی۔"

فرمائیے ہم کس کس حوالہ سے انکار کر سکتے ہیں۔ مسلمہ صاحبان آپ ہی جواب دیں کہ ان حوالہ جات کی موجودگی میں ہم حضرت باوا صاحب کو ہندو کہیں یا مسلمان؟ میرے دوست جن کتب کے حوالہ جات میں دے رہا ہوں وہ آپ ہی کے مطبع کے چھپے ہوئے اور مسلمات سے ہیں۔ پھر سکھوں کی اس معتبر کتاب یعنی واران بھائی گورداس جی کے صفحہ ۴۳ سطر ۶ میں لکھا ہے۔

باوا گیا بغداد نوں باہر جا کیا استھان

اک باوا اکال روپ دوجا ربابی مردانا ن
دتی بانگ نماز کرسن سما ہویا جہانان

ترجمہ۔ داران بھائی گورداس جی جو سکھوں کی نہایت ہی معتبر کتاب ہے کے مصنف لکھتے ہیں۔ بابا یعنی حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ بغداد گئے اور بغداد کے باہر اپنا ڈیرا لگایا۔ ایک حضرت باوا نانک اور دوسرا ان کے ساتھ بھائی مردانہ تھا۔ وہاں جاکر نہایت ہی سریلی اور پیاری آواز میں اذان دی اور نماز پڑھی اذان دینے اور نماز پڑھنے کی آواز ایسی رسیلی اور دلربا تھی کہ لوگ سنکر حیران اور پریشان رہ گئے ؛

سوامی صاحب! اب اس سے بڑھ کر حضرت باوا صاحب کے لئے اور کونسی معتبر گواہی ہو سکتی ہے۔ گرنتھ جنم ساکھی گورو خالصہ واران گورداس جی۔ غرضیکہ جس قدر سکھوں کی مسلمہ اور معتبر کتب ہیں وہ کل کی کل حضرت باوا صاحب کے اسلام پر اپنی مواہیر ثبت کرتی ہیں۔ جہاں تک حقانیت کا تعلق ہے وہاں تک تو باوا صاحب کا اسلام اظہر من الشمس ہے۔ باقی رہا ضد اور ہٹ کا سوال۔ سو اس کا علاج تو کسی کے پاس نہیں ہے۔ پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۶۵ سطر ۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ تاں سری گورو جی نے اونچی سر نال بانگ دتی۔ آپ خیال فرمائیے کہ اونچی آواز سے اذان کہنا یہ کن لوگوں کا کام ہے آپ ہرگز نہیں کہیں گے کہ حضرت باوا صاحب نے اونچی اونچی آواز سے سندھیا یا گائتری کا پاٹھ کیا ہو۔ اب خیال کیجئے جو شخص اونچی اور میٹھی آواز سے اذان دیتا ہے۔ اور جس کی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری آواز کو سنکر لوگ سرور سے مست ہو جاتے ہیں۔ خدارا آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ہم ایسے شخص کو ہندو کہیں یا مسلمان؟ خدا ہم سب لوگوں کو حضرت باوا نانک کی طرح اونچی آواز سے اذان دینے کی توفیق دے آمین۔

پھر جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۷۶ میں یہ لکھا ہے کہ باوا صاحب سید پور گاؤں میں نواب صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے۔ اب دیکھو کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانا یہ کن لوگوں کا کام ہے: مگر بعض لوگوں نے اس معاملہ کو کم اہمیت دینے کے لئے یہ بھی لکھدیا ہے کہ پہلے تو باوا صاحب نماز پڑھنے نواب صاحب کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور قاضی امام بنا۔ پھر باوا صاحب نماز کی نیت توڑ کر الگ کھڑے ہو گئے تو قاضی اور نواب نے دریافت کیا کہ آپ نے نیت نماز کیوں توڑی تو لکھا ہے کہ باوا صاحب نے فرمایا کہ میں نماز کس کے پیچھے پڑھتا۔ قاضی صاحب کا دھیان تو گھر میں تھا کہ جو گھوڑی نے بچہ دیا ہے وہ کہیں صحن کے کنوئیں میں نہ گر پڑے۔ یہ قصہ صرف باوا صاحب کے نماز کے واقعہ کو چھپانے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ مگر اس سے بھی سوامی جی کا مطلب سدھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق بھی حضرت باوا صاحب کو نماز سے انکار نہ تھا۔ اگر انکار تھا تو ان لوگوں کے ساتھ جو نماز کے وقت عدم حضور تھے اور جن کا خیال خدا کی ذات میں نہ تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت باوا صاحب نماز کے دل وجان سے گردیدہ تھے اور چاہتے تھے کہ نماز میں سوائے خدا کی ذات کے اور کسی دوسری طرف خیال نہ ہونا چاہیئے۔ نماز میں حضوری قلب کا ہونا ضروری ہے اور حضرت باوا صاحب نے نماز کی تعریف میں بہت سے شلوک اور اقوال تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً تاریخ گورو خالصہ حصہ اول صفحہ ۵۵ پر یہ باوا صاحب کا شلوک درج ہے۔ ؎

جمع کرنا مدی پنج نماز گذار
باجہوں نام خدائیدے ہوسیں بہت خوار

یعنی خدا کے نام کا توشہ جمع کر پانچوں وقت کی باقاعدہ نمازوں کی ادائیگی سے بدوں اس کے خواری ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں نمازوں کی کیسی قدر وعظمت تھی

ناظرین اخط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دین

ایشور جی اور سوامی جی میں اختلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب سوامی دیانند صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا؛ اور پرمیشور کے اصول سچے اور مکمل ہیں۔ اس لئے ان میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ پس سرب شکتیمان (قادر مطلق) کے معنے صرف اسی قدر ہیں کہ پرمیشور کسی کی مدد کے بغیر اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے" (صفحہ ۲۳۲ طبع پنجم)۔ اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ سوامی جی کے نزدیک چیزوں کے طبعی اوصاف میں پرمیشور بھی قطعاً تبدیلی نہیں کر سکتا۔ لیکن ویدوں میں اس کے برخلاف دعائیں کی گئی ہیں مثلاً یجر وید ۶/۲۲ میں لکھا ہے:۔

"اے شافی مطلق پرمیشور! آپ کی نظر رحمت سے ہمارے لئے سوم وغیرہ تمام ادویات راحت اور شفاء عطا کرنے والی اور مرض کی جڑ اکھاڑنے والی ہوں ہمیں ان کا علم ہو۔ جل اور پران (آب وہوا) ہمارے موافق ہوں۔ اور پاپ یا خواہشات غصہ۔ بیماری وغیرہ جو ہمارے دشمن ہیں۔ اور جن پاپیوں اور بیماریوں وغیرہ سے ہم نفرت کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہی اشیاء تلخی اثر کرنے والی اور ان کو دفع کرنے والی ہوں"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو ط ۱۲۹)

اس منتر سے صاف ظاہر ہے کہ پرمیشور سے خواص اشیاء کے بدلنے کے لئے خواہش کی گئی ہے۔ بلکہ وہ خود ایشور نے سکھلائی ہے۔ حتی کہ وہی اشیاء ہمارے لئے موافق ہوں تو دشمن اور پاپی انسانوں پر مخالف اثر کریں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) یا تو ایشور جی نے لغو اور ان ہونی دعا سکھائی ہے

(۲) یا سوامی جی کا فرمودہ غلط ہے۔ دیکھیں آریہ سماج کس پہلو کو ترجیح دیتی ہے۔ والسلام۔

خاکسار:۔ اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان

آریہ سماج میں "رشی بودہ" کی حقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از قلم جناب پنڈت ہر نرائن اگنی ہوتری جائنٹ سکرٹری دیو سماج لاہور

یہ مضمون دراصل پنڈت صاحب نے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کی درخواست پر آریہ گزٹ کے رشی بودہ نمبر کے لئے لکھا تھا مگر ایڈیٹر صاحب موصوف کو اس مضمون کے درج اخبار کرنے کی جرات نہیں ہوئی ہے لئے اب دیو سماج کی طرف سے ٹریکٹ کی صورت میں شایع کیا گیا ہے اس زبردست مگر معقول ٹریکٹ کی جس قدر بھی اشاعت ہو کم ہے قیمت صرف ۔ ملنے کا پتہ:۔

سپرنٹنڈنٹ دیو سماج آفس لاہور۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ مضمون کس رنگ کا ہے۔ ہم اسے درج ذیل کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بعض کہلانے والے مذہبی لیڈروں اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مذہب کے بانی یا ہادی کی مہما پھیلانے کے لئے مختلف طرح کی فرضی کہانیاں گھڑی ہیں۔

سوامی دیانند صاحب سرسوتی کی زندگی کے انصافانہ اور صحیح طریقہ کے مطالعہ سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے یعنی علاوہ اور باتوں کے "رشی بودہ" کی کتھا بھی صرف ایک فرضی کہانی ہے۔ کہ جو کچھ سالوں سے گھڑی گئی ہے۔ اصلیت یا حقیقت کے جاننے کے لئے مرقومہ ذیل امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

اول "رشی بودھ" کی گھڑی ہوئی کہانی کیا ہے؟

دوم۔ کیا سوامی دیانند صاحب کی اپنی تحریروں اور ان کی زندگی کے واقعات سے اس کی کوئی تصدیق ہوتی ہے یا الٹی تردید ہوتی ہے؟

۱۔ "رشی بودھ" کی کہانی سوامی دیانند صاحب کی اپنی زبانی

سوامی دیانند صاحب نے اس بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ اس طرح پر ہے کہ جب سوامی دیانند صاحب کی عمر چودہ سال کی تھی۔ تب شیوراتری کے تیوہار کے موقعہ پر جب وہ اپنے پتا کے ساتھ جو شیو مت رکھتے تھے۔ کسی شوالہ میں "پارتھو پوجا" (پتھر کے شیو لنگ کی پوجا) کے لئے گئے ہوئے تھے۔ تب آدھی رات کے قریب ان کے پتا اور اور بزرگ سو گئے۔ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ "مندر کے بل میں سے ایک اوندھر (چوہا) باہر نکل کر پنڈی کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اور پنڈی سے کے اکشت وغیرہ بھی اوپر چڑھ کر کھانے لگا"۔ جب سوامی دیانند صاحب نے یہ "تماشہ" دیکھا تو اس وقت بقول ان کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو کر سوال در سوال اٹھنے لگے۔ چنانچہ اس بارے میں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔ "تب میں نے اپنے من میں کہا کہ .... مہادیو جو کتھا میں سنتا تھا۔ کیا

ممکن ہے کہ یہ پار برہم ہو جس کے سر پر چوہا دوڑے دوڑے پھرتے ہیں؟ چوہے کی یہ لیلا دیکھ کر میری "بال بدھی" کو ایسا معلوم ہوا کہ مہادیو اپنے پارشدوں اور استر سے بڑے بڑے پرچنڈ دیتیوں کو مارتا ہے۔ کیا اسے ایک ناچیز چوہے کے بھگا دینے کی بھی شکتی نہیں"؟ پھر ان کے اس وشے میں پتا سے سوال کرنے پر جب ان کی تسلی نہ ہوئی۔ تو وہ نیند آنے کا عذر کر کے گھر چلے گئے۔ اور گھر جا کر کھانا پی کر سو رہے۔ اگلے دن انہوں نے پتا کے خفا ہونے پر کہا کہ "وہ مورتی کتھا کا مہادیو نہیں تھا میں اسکی پوجا کیوں کروں"؟ پھر وہ لکھتے ہیں کہ "میرے من میں (اس رات کے واقعہ سے) فی الحقیقت (مورتی پوجا پر شردھا) نہیں رہی تھی"۔

نوٹ۔ لیکھرام آتمارام کے جیون چرتر میں سوامی دیانند صاحب کے مرقومہ بالا خود نوشت بیان میں کہیں بھی "آکاش بانی" کا ذکر نہیں ہے اور صرف انکی اپنی "بال بدھی" کا تذکرہ ہے اور اس لئے سوامی صاحب کے پیروؤں نے ہی اس واقعہ کے متعلق "آکاش بانی" کی کہانی گھڑ رکھی ہے چنانچہ آریہ گزٹ کے رشی بودہ نمبر ۱۹۲۰ء میں اس بارے میں جو نظم چھپی تھی۔ اس کے یہ مصرعے دلچسپ ہیں:۔

نراکار نے اپنی صورت دکھائی	شب تار میں ہو گئی ضوفشانی
اجالا ہوا گیان کا دل کے اندر	سنی اپنے کانوں سے آکاش بانی
ہوا مول شنکر سے پھر وہ دیانند	کہ وحدانیت جسکی عالم نے مانی

سوامی دیانند صاحب کا جو ہم نے اوپر بیان دیا ہے۔ اس میں کسی "آکاش بانی" کے سننے کے متعلق کوئی الفاظ نہیں ہیں۔ اسی لئے "آکاش بانی" کی گھڑنت ضرور پیچھے سے شامل کی گئی ہے۔ بھلا جس صورت میں آریہ سماج کی تعلیم کے بموجب ایشور نے جو الہام دینا تھا۔ وہ سرشٹی کے شروع میں وید یا چکا اور اس زمانہ میں وہ کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ سوامی دیانند صاحب کو "آکاش بانی" کیونکر ہوئی؟

۲۔ "رشی بودھ" کی کتھا پر بچار اور اسکے بارہ میں منطقی نتیجے

اگر مرقومہ بالا کہانی پر غور سے (Critically) بچار کیا جاوے۔ تو یہ امور سامنے آتے ہیں:۔

(۱) اگر سوامی دیانند صاحب کا مرقومہ بالا بیان سچ ہے۔ تو پھر ان کے بیان کے برخلاف ان کے پیروؤں کا یہ کہنا کہ ان کو "آکاش بانی" یا الہام ہوا قطعی غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر دوسری بات سچ ہے۔ تو سوامی دیانند کی "بال بدھی" کا دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۲) اگر اوپر کے بیان کا یہ مطلب مانا جائے کہ سوامی دیانند صاحب کی شیوجی پر شردھا نہیں رہی تھی۔ اور ان کا شیو مت سے وشواس چلا گیا تھا۔ اور شیوجی پوجا کی بجائے انہوں نے "پار برہم" کو پہچان کر اسکی

ؔ ۱؎ انگریزی ترجمہ ستیارتھ پرکاش از ماسٹر درگا پرشاد صفحہ ۲ کا فٹ نوٹ دیکھو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوجا ٹھیک سمجھی تھی۔ اور "نراکار" نے ان کو "اپنی صورت" دکھائی۔ اور وہ اس کی "وحدانیت" کے قائل ہوگئے تھے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ جب "نراکار برھم" نے ان کو "اپنی صورت" دکھا دی تھی اور ان کے اندر "گیان" کا "اجالا" ہوگیا تھا۔ تب پھر وہ گھر سے نکلکر ۲۲ سال کی عمر میں جب وہ بڑودہ شہر پہنچے تھے۔ تو انھوں نے یہ کیوں کہا کہ "جیو اور برھم ایک ہیں" اور "میں برھم ہوں"؟ (دیکھو سوانحعمری لیکھرام آتمارام پہلا ایڈیشن خود بیان کردہ جیون چرتر صفحہ ۱۱)

(۳) پھر اگر سوامی دیانند صاحب کو چودہ سال کی ہی عمر سے مورتی پوجن سے نفرت ہوگئی تھی تو پھر اس کھلانیوالے "رشی بودھ" کے قریباً ۱۸ سال بعد یعنی سمت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۶ء میں جبکہ وہ بتیس ۳۲ سال کی عمر کے تھے۔ انھوں نے شیو جی کے نام سے اپنی پوجا کیوں کرائی؟ ان کی اپنی پوجا کا یہ واقعہ اس طور پر ہے۔ کہ جب سوامی جی "چاندال گڑھ" میں تشریف لے گئے اور وہ ایک شیو مندر میں جہاں ایک سانڈ یعنی دیوتا نندی کی مورتی کھڑی ہوئی تھی" اس کے اندر "گھس گئے۔ تب رات کو وہ وہاں سو گئے۔ اس کے بعد ان کا بیان ہے کہ "صبح کے وقت ایک بوڑھی عورت وہاں پر آئی اور اس نے مجھے سانڈ دیوتا کی پوجا کی جس حالت میں کہ میں اس کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گڑ رکھ دیا۔ پھر بعد وہ گڑ اور دہی لیکر دوبارہ آئی۔ اور میری پوجا کر کے اور مجھکو غلطی سے دیوتا سمجھکر مجھ سے کہا کہ آپ اسے قبول فرمائیے اور کچھ اس میں سے تناول کیجئے۔ میں نے اس کو بہ سبب بھوک ہونیکے کھالیا۔" دہی چونکہ بہت کھٹا (ترش) تھا اس واسطے بھنگ کے نشہ کے اتارنے میں ایک اچھا علاج ہوگیا"

اب سوال یہ ہے کہ کیا جس شخص کو ۱۴ سال کی عمر میں مورتی پوجا کا بودھ یا اس سے نفرت ہو چکی ہو۔ اور کھلانیوالے نراکار برھم کا گیان بھی ہوگیا ہو وہ بتیس سال کی عمر تک بھی ایسی ابودھی حالت میں رہ سکتا ہے کہ وہ خود جا کر مورتی کے اندر گھس کر اور فرضی دیوتا بن کر اپنی پوجا کرائے؟ ہرگز نہیں اگر کہا جائے کہ بھنگ کے نشہ کے کارن ان کو اس وقت یہ بودھ نہ رہا۔ تو بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے مذکورہ بالا بیان سے بیہوشی نہیں ظاہر ہوتی بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کو اس بات کا پورا علم تھا۔ کہ وہ خود اس وقت کیا کر رہے تھے۔ اور وہ عورت ان کے سمبندھ میں کیا کر رہی ہے:

(۴) اگر ہم دلیل کے لئے یہ بھی مان لیں کہ ۳۲ سال کی عمر میں سوامی صاحب جبکہ انہیں سنیاس لئے ہوئے قریباً ۹½ سال ہو چکے تھے بھنگ کے نشہ کے کارن اپنے ۱۴ سال کی عمر کے بودھ کو کھو بیٹھے تھے تو پھر سوال یہ ہے کہ جب وہ سوامی برجانند جی سے ودیا پڑھنے کے لئے متھرا گئے تھے۔ تب انھوں نے اس وقت شیو مت کے چنیہ مثل رودراکھش کی مالا کے کیوں دھارن کئے ہوئے تھے؟ پھر اس سے بھی بڑھ کر جو نہایت غور طلب بات ہے وہ یہ ہے۔ کہ بچپن کے کھلانیوالے "بودھ" یا "گیان" اور "آکاش بانی" کے بعد جب وہ اپنے گورو سوامی ورجانند جی سے قریباً چالیس سال کی عمر میں ودیا حاصل کر چکے تھے۔ اور بقول آریہ مورخوں کے ویدوں کا ستیہ گیان بھی پا چکے تھے۔ اور ان کے گورو نے ان کو الوداع کے وقت یہ آدیش بھی کیا تھا "مت متانتروں کی اودیا کو مٹاؤ اور ویدک دھرم کو پھیلاؤ" (دیکھو سوانحعمری مذکور صفحہ ۲۸) تب بھی وہ ایک آریہ مورخ کے قول کے بموجب شیو مت کے "رودراکھش کی مالا" کیوں دھارن کئے پھرتے تھے؟ اور بقول خود انھوں نے شیو مت کا پرچار کیوں کیا؟ اس بارے میں سوامی دیانند صاحب کے خود بیان کردہ جیون چرتر میں مرقومہ ذیل الفاظ خصوصیت سے پڑھنے کے لائق ہیں:۔

سمت ۱۹۲۰ بکرمی ودیا ادھین کے سماپت ہونے پر میں آگرہ میں دو برس رہا۔ پرنتو سمہ سمہ پر پتر دوارا اتھوا خود ملکر میں سوامی جی (اپنے گورو ورجانند سے مراد ہے۔ راقم) کے پاس شنکاؤں کا سمادھان کر لیا کرتا تھا۔ وہاں سے میں گوالیار گیا ...... گوالیار سے قرولی گیا .... وہاں سے آگے جے پور کو گیا .... وہاں میں نے پرتھم وشنو مت کا کھنڈن کر کے شیو مت کی استھاپنا کی۔ جے پور کے راجہ مہاراج رام سنگھ نے بھی شیو مت کو گرہن کیا۔ اس سے شیو مت پھیلاؤ ہوکر ہزار ہا رودراکھش مالائیں اپنے ہاتھ سے دیں۔ وہاں شیو مت اتنا پکا ہوا۔ کہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کے گلے میں بھی رودراکھش کی مالا پڑ گئی"۔ (دیکھو ایضاً صفحہ ۲۲-۲۳)

نوٹ:۔ اب اگرچہ سوامی دیانند صاحب کے آریہ مداحوں نے مرقومہ بالا صداقت کی کڑواہٹ کو مٹانے کے لئے شیو مت کے متعلق لفظی ہیر پھیر کی کوشش کی ہے۔ مگر بے سود ہے۔ کیونکہ جس صورت میں مرقومہ بالا عبارت سے چند سطر بعد سوامی دیانند جی خود لکھتے ہیں کہ "جے پور سے پشکر گیا اور وہاں سے اجمیر گیا۔ اور اجمیر جانے پر شیو مت کا بھی کھنڈن آرمبھ کر دیا" (ایضاً صفحہ ۲۳) اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا "شیو مت" جس کی استھاپنا سوامی صاحب نے جے پور میں کی تھی۔ وہ ان کا "ویدک مت" یا "سچا مت" نہ تھا بلکہ بھرانتی مولک مت تھا۔ ورنہ بعد میں سوامی جی اس کا کھنڈن کیوں کرتے؟ اور بقول باوا چھجو سنگھ صاحب مصنف سوامی دیانند چرت انگریزی شیو مت کے بڑے چنیہ یعنی رودراکھش کی مالا کیوں اتار پھینکتے اور اس چنیہ اور شیو مت سے کوئی سروکار نہ رکھنے کا اوروں کو اپدیش کیوں کرتے؟

"سوامی دیانند سرسوتی کی لائف و تعلیم" جو انگریزی زبان میں ہے اور جس کے مصنف باوا چھجو سنگھ ہیں اور جو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے چھاپی گئی تھی اس کے صفحہ ۸۵ پر بھی ان کے شیو مت کے متعلق مرقومہ ذیل الفاظ درج ہیں:۔

"It would appear that during his continuance at Pushkar the Swami had ceased to be even a nominal adherent of Shaivism. He advised the people to cast off the great symbol of Shaivism the necklace and have

nothing to do with the creed

ترجمہ :- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پشکر میں رہائش کے دنوں میں سوامی جی شیو مت کے برائے نام پیرو بھی نہیں رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے وہاں لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ شیو مت کے بڑے چنیہ یعنی رودر اکھش کی مالا کو گلے سے اتار کر پھینکیں اور وہ اس مت کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں“۔

اب سوال یہ ہے کہ جس صورت میں ۱۴ سال کی عمر میں سوامی دیانند صاحب کو یہ ”بودھ“ ہو گیا تھا کہ شیو دیوتا اور اس کے لنگ کی پوجا ٹھیک نہیں تو پھر ۴۰ سال کی عمر تک انہوں نے **شیو مت** کے چنیہ کیوں دھارن کئے رکھے اور انہوں نے **شیو مت کی استھاپنا** ”اور اس کا پرچار کیوں کیا؟ بہر صورت منطق کی رو سے اس کے دو ہی معنی ہو سکتے ہیں :-

اوّل۔ یا تو ”رشی بودھ“ اور ”آکاش بانی“ کی کہانی محض فرضی اور قطعی جھوٹی ہے۔ اور یہ ناول کا سا خیالی سین اسی طرح گھڑا گیا ہے جس طرح کثرت سے اور مذہبی فرقوں کے بانیوں کے متعلق کثرت سے کرامات گھڑی گئی ہیں۔

دوم۔ اگر یہ مانا جاوے۔ کہ ”رشی بودھ“ ایسا کوئی سچ مچ کا واقعہ ہوا تھا یعنی شیو مت اور مورتی پوجا کے برخلاف سوامی صاحب کو چودہ سال کی عمر میں واقعی کوئی ”گیان“ ملا تھا۔ اور انہوں نے اپنے گورو سوامی ورجانند صاحب سے بھی ویدوں کے متعلق ”ستیہ گیان“ پایا تھا۔ اور ان کے گورو نے ان کو الوداع کرتے وقت یہ اپدیش بھی دیا تھا کہ دیگر ”مت متانتروں کی اودیا کو مٹاؤ اور ویدک دھرم پھیلاؤ“ اور ویدک دھرم میں سچ مچ شیو دیوتا کی پوجا جائز نہیں بتائی گئی۔ اور انہوں نے سوامی ورجانند کی آگیا کے [illegible] نو سار ویدک مت کے پرچار کرنے کا سچ مچ وعدہ بھی کیا تھا۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ ”رشی بودھ“ ”آکاش بانی“ اور ویدک ستیہ گیان“ پا کر بھی سوامی صاحب کا ”شیو مت“ پرچار کرنا آیا صدق دلی اور راست بازی کی بنا پر سمجھا جا سکتا ہے یا کسی اور بناء پر؟

معزز ناظرین! واقعات اور منطقی نتائج کی بناء پر میں نے مختصر طور پر ”رشی بودھ“ کی اصلیت یا حقیقت ظاہر کر دی ہے۔ اب اگر کوئی صاحب ان واقعات اور ان واقعات سے جو سچے منطقی نتائج نکلتے ہیں۔ ان کی اور صرف ان کی تردید کرنے کی طاقت رکھتے ہوں تو کریں۔ کہ جواب ضروری ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس صورت میں ایک طرف سوامی دیانند صاحب اپنے جنم کی کوئی تاریخ نہ بتا سکے۔ اور دوسری طرف ان کی موت کی جو تاریخ آریہ سماجیوں کو معلوم ہے اس دن ان کے سمبندھ میں کوئی اُتسو منایا نہیں جا سکتا۔ اور ان کے متعلق کوئی نہ کوئی اتسو منانا اب نت ضروری سمجھا گیا ہے۔ اس لئے ”رشی بودھ اتسو“ منانے کی غرض سے اس کی نسبت مرقومہ بالا کہانی کے گھڑنے کی ضرورت ہوئی ہے تو یہ دوسری بات ہے۔ جن کے نزدیک ایسا کرنا ان کے مذہبی اصولوں میں داخل ہے انکو ایسا کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا:

حضرت باوا نانک یقیناً مسلمان تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب سردار رام سنگھ صاحب بی۔ اے آنرز بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول کالا کا مضمون کہ شری گورو نانک صاحب مسلمان نہ تھے پر ایڈیٹر نور کی تنقید کہ گورو صاحب موصوف مسلمان تھے۔

میں نے مکرم سردار صاحب کا سب مضمون درج اخبار کر دیا ہے تاکہ آپکو کوئی گلہ نہ رہے سردار صاحب کی تحریر میں کہیں کہیں درشتی کی جھلک ہے جو نہ ہوتی تو بہتر تھا کیونکہ مذہبی تبادلہ خیالات ٹھنڈے دل اور رواداری کو چاہتا ہے آیندہ اگر سردار صاحب لکھنے کی ضرورت محسوس کریں تو مجھے امید رکھنی چاہیے کہ آپ رواداری کو مقدم رکھیں گے کیونکہ درشت نویسی سے قطع نظر اس کے کہ دوسرے کے دل کو ٹھیس لگے خود اپنے اخلاق پر بھی عمدہ اثر نہیں پڑتا ایڈیٹر

ایڈیٹر صاحب ”نور“ سلام

آپ کے اخبار ”نور“ مورخہ ماہ حال میں دو مضمون بعنوان ”مسلمانوں کے تعلقات سکھوں سے“ اور ”یقیناً گورو نانک صاحب مسلمان تھے“ شایع ہوئے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان ہر دو مضامین میں جو آپ نے غلط بیانیاں کی ہیں۔ ان کی تردید کی جاوے۔

۱۔ ”مسلمانوں کے تعلقات سکھوں سے“ سچائی اور پارسائی ایسی اشیا ہیں جن کے آگے ہر فرد بشر بلا امتیاز مذہب و ملت سر خم کرتا ہے۔ یہ تو خدا داد صفات ہیں جن کے رکھنے والا خواہ ہندو ہو یا مسلم۔ احمدی ہو یا سنی۔ سکھ ہو یا پارسی۔ قابل تعظیم ہے چنانچہ آج کل مہاتما گاندھی اپنی راستبازی (نقل مطابق اصل) صفا گوئی اور دیانتداری کے سبب ہند میں کیا بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں مشہور ہیں۔ ان کے واسطے ہر ایک کے دل میں عزت ہے کیا مولانا محمد علی کا مہاتما گاندھی کو ”نبی“ سے موسوم کرنا یا کسی دیگر مسلم کا ان سے محبت کا اظہار کرنا۔ یا سکھ صاحب کا مولانا صاحب سے اظہار عقیدت کرنا۔ اس بات کا شاہد ہے کہ سکھ مسلم ہے یا مسلم سکھ

موتیوں کا ٹھنڈا سرمہ

اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس

یہ سرمہ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے اور ہلکی پھلکی رکھنے کے علاوہ ضعف بصر کگرے خارش چشم جلن پپوٹوں کی سوزش گوہانجنی رتوندا پھولا جالا غبار پڑبال۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے اس کا روزانہ استعمال عینک سے نجات دلاتا اور آنکھوں کو تندرست رکھتا ہے ایک ہفتہ کے استعمال سے اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو قیمت فی تولہ علاوہ محصولڈاک عہ زیادہ شہادتوں میں سے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔ **تین دن میں حیرت انگیز فائدہ**

جناب مولوی عبد الغنی صاحب احمدی اور سیر بالا والی ضلع بجنور سے لکھتے ہیں ”آپکا سرمہ ایک مریضہ پہ استعمال کیا بفضل خدا بہت مفید ثابت ہوا گو اس نے ابھی تین استعمال کیا تھے لیکن اس کے اثر کو محسوس کر کے اسنے فوراً ایکتولہ سرمہ کا آرڈر دینے کو کہا ہے لہذا ایکتولہ سرمہ اور خاکسار کے نام ارسال کر کے مشکور فرماویں“

ملنے کا پتہ: منیجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نور بلڈنگ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستگورو گورو گوبند سنگھ جی کا مشن بے غرضانہ تھا۔ ان کا جہد ظلم کے برخلاف تھا۔ ظالم کی بیخ کنی اور غریبوں کی حمایت وہ ایسے زریں اصول تھے کہ جن کی تکمیل کے لئے انہیں اپنے چار لخت جگر۔ والد۔ والدہ الغرض قبایل کو کھلے ماتھے بھینٹ کر دیا۔ یہ کوئی معمولی آدمی کا کام نہ تھا وہ نو ولی اللہ تھا۔ ان کی بہادری اولوالعزمی۔ خداترسی اور پارسائی ضرب المثال نہیں۔ گنواروں کو ہیرے اور موتیوں کی کیا پرکھ؟ تعصب سے اندھے ہوئے ہوئے اشخاص کا کیا علاج۔ (تہذیب کا نمونہ) کیا پارسائی وصفائی کسی خاص مذہب کی وراثت ہے؟ غنی خان اور نبی خان کا باوجود مسلمان ہونے کے ستگور کی حمایت کرنا ان کی فراخ دلی اور آخر الذکر کی عظمت کا بھاری ثبوت ہیں۔ وقت نزع میں یگانے بھی بیگانے ہو جاتے ہیں یہ کوئی انسانی فطرت سے بعید نہیں۔ بیوی کا خاوند کو بوقت مصیبت چھوڑ جانا۔ یا پسر کا والد کو دام بلا میں مبتلا دیکھ کر بھاگ جانا۔ کوئی عجیب واقعات نہیں۔ روزمرہ کئی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں چنانچہ ڈرپوک ہندوؤں کا گورو جی کی اسوقت مدد سے منہ موڑنا ان کی کمینہ پن کا ثبوت ہے۔ مگر یہ بات کسی فلسفہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ کہ چونکہ غنی خان و نبی خان نے گورو گوبند سنگھ جی کی پالکی اٹھائی اس لئے گورو جی مسلمان تھے۔ اور بدیں وجہ یہ بات "اہل انصاف کے لئے کچھ حقیقت رکھتی ہے" سچ تو یہ ہے کہ آپ کی دلیل برجستہ کچھ "حقیقت" نہیں رکھتی۔

نور:۔ مکرم سردار صاحب کو دھوکا لگا میں نے اپنے مضمون میں کہاں دعویٰ کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی مسلمان تھے اس سے صرف یہ مقصود تھا اور ہے کہ آپت کال یعنی مشکل وقت میں جبکہ انکے بیگانے بن گئے حلوہ مانڈہ کھانے والے کئی سکھ بھی الگ ہو گئے گلا بہ سند نے گورو صاحب موصوف کو پناہ دینے سے آنکھیں پھیر لیں ایسے مصیبت کے وقت میں غنی خاں اور نبی خاں دو مسلمان پٹھانوں نے گورو صاحب کی خاطر اپنی عزیز جانوں کو جوکھم میں ڈالکر گورو صاحب کو پناہ دی اور ان کی پالکی کو کئی میل تک اپنے کندھوں پر اٹھایا۔

لہذا آج کل جو سکھ دوست بعض دیہات میں مسلمانوں کو اذان دینے سے روکتے ہیں وہ صرف یہی نہیں کہ قدیمی تعلقات پر پانی پھیر رہے ہیں بلکہ شری گورو گرنتھ جی کی تعلیم کے خلاف اور صریح خلاف چل رہے ہیں۔ اذان کیا ہے پیغام توحید جس کے لئے شری گرنتھ صاحب کا یہ ارشاد ہے۔

کبیر سینے ہوں برڑ ایکے جو بیوے ہر کو نام
تا کی پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

مطلب:۔ جو خواب میں بھی اللہ کا نام لے وہ اس قابل ہے کہ میرے بدن کے چمڑے سے اس کی جوتی بنائی جائے۔

پھر گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں

دیورا مسیت سوئی پوجا و نماز اوئی
دو سرانہ بھید کوئی بھول بھرم مانیو

گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ٹھاکردوارہ اور مسجد یکساں قابل احترام ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ سکھ صاحب اذان اور نماز سے بدکیں اور اذان و نماز کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کے درمیان حائل ہوں۔ اس حصہ کا صرف یہی مطلب تھا اور بس اس کے آگے سردار صاحب فرماتے ہیں

اس میں

کئی ایک اقتصابات (نقل مطابق اصل نور) آپ نے "جنم ساکھی بھائی بالا" سے درج کئے ہیں

گورو صاحب بابا فرید کے پاس گئے۔ انہوں نے آپس میں معرفت کی باتیں کرتے ہوئے رات جنگل میں بسر کی۔ اور بالآخر بابا فرید جی نے آدھا دودھ پی کر باقی گورو صاحب کے لئے رکھ دیا جو انہوں نے نوش فرمایا۔ مثال کے طور پر آپ میرے مہربان ہیں۔ اور غریب خانہ پر مدت مدید کے بعد تشریف لائے ہیں۔ آپ کی تواضع کرنا میرا فرض ہے۔ میں کہتا ہوں "مسٹر محمد یوسف" (تہذیب کا نمونہ) میں نے مٹھائی منگوائی تھی۔ سخت انتظار کیا مگر آپ تشریف نہ لائے خیال ہوا کہ شاید کہیں لمبی سیر کو نکل گئے۔ بھوک سے بیتاب ہو کر میں نے آپکی غیر حاضری میں مٹھائی کھالی۔ مگر آدھی آپ کے لئے میز پر رکھی ہے حضرت کھا لیجئے؟ کیا یہ اس بات کو ثابت کرے گا کہ مسٹر یوسف محمد (نقل مطابق اصل) سکھ ہے۔ یا راقم الحروف مسلم۔ یا آپ نے میرا جھوٹا کھا لیا۔ یہ کہاں کی فلاسفی ہے؟ جو اس جگہ حاوی ہوتی ہے۔ آدھے دودھ کا رکھ دینا کیا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ بابا نانک جی نے بابا فرید جی کا جوٹھا پیا۔ لہذا ہر دو مسلمان ہی تھے

نور:۔ سردار صاحب کو یہاں بھی مثل سابق غلطی لگی نہ گورو صاحب شیخ فرید صاحب کے مہمان تھے اور نہ شیخ فرید صاحب گورو صاحب کے مہمان تھے جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۶۲ میں درج ہے کہ

"دونوں خدا کے پیارے یعنی گورو صاحب اور شیخ فرید صاحب رات کو جنگل میں گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرنے میں مصروف تھے ایک خدا دوست نے دونو کو دیکھا اور اپنے گھر سے ایک بادیہ دودھ کا بھر لایا پچھلی رات شیخ صاحب نے اپنا حصہ دودھ کا نوش کیا اور بابا نانک صاحب کا رہنے دیا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ ان ہر دو بزرگوں میں باہمی اس قدر محبت تھی کہ یہ تمام رات اکٹھے گیان دھیان اور معرفت کی باتوں میں گزار دیا کرتے تھے اور دونوں اکٹھے کھا لیا کرتے تھے ورنہ شیخ فرید صاحب اپنا حصہ دودھ کا پی کر باقی حصہ باوا نانک کے لئے نہ رکھتے اس کے متعلق سردار صاحب کہتے ہیں کہ ثابت کر کے دکھاؤ کہ اس بقیہ حصہ دودھ کو باوا صاحب نے پیا۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ گورو صاحب نے بدور کسی پرہیز کے یہ جھوٹا دودھ پی لیا سو سنیئے۔ جنم ساکھی میں صاف لکھا ہے کہ صبح کے وقت جب مالک کٹورہ لینے آیا تو اس وقت کٹورہ میں دودھ نہ تھا جنم ساکھی میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ باوا صاحب یا کسی اور نے وہ بقیہ نصف بادیا دودھ گرا دیا یہ بھی ثابت نہیں کہ دوبارہ شیخ صاحب نے پی لیا یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کٹورہ میں کوئی ایسی خرابی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس نے بقیہ دودھ جذب کرلیا۔ بہرحال وہ جس کا حصہ تھا اس نے پی لیا۔ اگر نہیں تو سردار صاحب یہ دکھلائیں کہ وہ دودھ کہاں گیا جو نہ پیا گیا اور نہ گرایا گیا اور نہ بخارات بن کر آسمان پر جانا ثابت۔ اور نہ کٹورہ کا جذب کرنا ثابت اس سے ہمارا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ حضرت باوا صاحب کو مسلمانوں کے ساتھ ملکر کھانے میں کوئی پرہیز نہ تھا جو ثابت ہو چکا۔ آگے چلکر سردار صاحب فرماتے ہیں کہ

۳۔ جلال الدین قریشی کے ساتھ گورو صاحب کی ملاقات۔ اور ان کا قریشی جی کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا۔ کم از کم قریشی جی کے پاس گورو صاحب کا جانا اس بات کو ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ کہ وہ مسلمان تھے۔ میں پھر اک خدا دوست کی تعظیم کرنے کو تیار رہوں۔ اور ان کے دیدار کے لئے پاپیادہ جانے کو باعث فخر سمجھتا ہوں بزرگوں کی عزت کرنا کوئی گناہ نہیں۔ اس سے تو تبدیلی مذہب مراد نہیں۔ گورو صاحب کی آنکھوں میں ہندو مسلم یکساں تھے۔ ان کا اپدیش سب کے لئے مشترکہ تھا۔ ان کا مدعا گمراہ انسانوں کو صراط المستقیم پر لانا تھا۔ ان کا وطیرہ صلح کن تھا۔ آپ نے مسلمان کو اپنے مذہب میں پکا رہنے کا اپدیش دیا۔ ہندو کو اپنے اصلی مت میں **مست ہو جانے کا وعظ** کیا۔ اسی لئے آپ نے ہندو مسلم کے متبرک مقامات کی سیر کی۔ اور سنتوں مہنتوں فقیروں پنڈتوں اور برگزیدہ خدا پرست اصحاب کے درشن کئے۔

پھر سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا لیجئے میں خط کے آغاز ہی میں آپ کو "سلام" لکھتا ہوں۔ کیا سکھی سے کافر ہوں۔ یا احمدی ہو گیا ہوں ہندو سکھ اصحاب مسلمانوں کے سلام کے جواب میں "صاحب سلام" کہتے ہیں۔ بس پھر کیا۔ سب ہی آپ کی منطق کے مطابق مسلمان ہو گئے "گڈ مارننگ" کہنے والے عیسائی ہو گئے گیا

"سلام" بذات خود ایسا بڑا لفظ ہے کہ اس کا سننا بعید از اخلاق ہے۔ میرے مسلم احباب "مجھے" "ست سری اکال" کہتے ہیں تو بقول آپ کے وہ سب سکھ ہیں کیونکہ "ست سری اکال" کا کہنا۔ اہل انصاف کی نظر میں کچھ حقیقت رکھتا ہے"

نور۔ معزز سردار صاحب فرماتے ہیں کہ گورو صاحب نے ہندوؤں کو ہندو رہنے کا اپدیش کیا۔ میں بدظنی نہیں کرتا کہ سردار صاحب کو سکھ مذہب سے واقفیت نہیں آپ بی۔ اے آنرز ہیں اور ماشاء اللہ خالصہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سردار صاحب موصوف نے شاید تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہو ورنہ آپ یہ کبھی نہ فرماتے کہ گورو صاحب نے ہندوؤں کو اپنے مت میں پختہ رہنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ سردار صاحب کا یہ ارشاد واقعات سے تطبیق نہیں کھاتا

شری گرنتھ صاحب آدھ میں لکھا ہے

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آوی نہ نج گرہوئے واس

ترجمہ پنڈت اور منی بھی ویدوں کو پڑھکر پڑھکر تھک گئے مگر یاد الٰہی اور نجات سے دور رہے

پھر فرماتے ہیں۔

ہندو مولے بھولے اکھٹی جائیں
نارو کیا سے پوج کرائیں۔۔۔
اندھے گونگے اندھ اندھار
پاتھر لے پوجے مگدھ گوار

مطلب۔ ہندو صراط مستقیم سے بھٹک گئے ان سے بڑھکر کون عقل سے کورا اور اندھا و گونگا ہو سکتا ہے جو پتھر کی پوجا کرے۔

سردار صاحب! غور کیجئے اس جگہ گورو صاحب نے ہندوؤں کو کن الفاظ میں یاد کیا اور ان کے ایک مذہبی رکن کی کس طرح تردید کی ترجمہ میں میں نے بہت نرم الفاظ استعمال کئے ہیں ورنہ ہندوؤں کے متعلق شری گورو نانک صاحب جی کے الفاظ بہت سخت ہیں۔ ان مذکورۃ الصدر اقوال کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ گورو صاحب نے ہندوؤں کو ہندو مذہب پر پختہ رہنے کی ہدایت کی برخلاف اس کے قرآن پاک اور اسلام کے متعلق یہ کہا۔

کل پروان کتیب قران
پوتھی پنڈت رہے پران

یعنی اس کل یگ کے زمانہ میں اگر کوئی کتاب قابل قبولیت ہے تو صرف قرآن مجید۔ باقی پوتھی اور پران وغیرہ کام نہیں آسکتے۔

پھر اور ملاحظہ ہو شری گرنتھ صاحب آد راگ رام کلی

مہرباں مولا توا یک
پیر پیکابر شیخ
دلاں مالک کرے ہاک
قران کتیب تے پاک

یعنی دلوں کا مالک یہ آواز دیتا ہے کہ قرآن مجید پاک کتاب ہے پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۰ پر لکھا ہے

تیئے حرف قراندے تیہے سپارے کیں
تس وچ پند نصیحتاں سن کر کر و یقین

یعنی قرآن پاک نصائح کی کتاب ہے اس پر یقین کرو یعنی ایمان لاؤ۔

باقی سردار صاحب کا یہ فرمانا کہ کوئی السلام علیکم کہنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا یہ درست ہے مگر مکرم سردار صاحب اس امر واقعہ سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ہر ایک مذہب کا سلام مخصوص ہے جس سے وہ ممیز ہوتا ہے اگر کوئی مجھے السلام علیکم کہیگا تو لازماً میرا خیال اسیطرف جائیگا کہ صاحب مسلمان ہیں کیونکہ "السلام علیکم" مسلمانوں کا ایک مخصوص سلام ہے جیسا کہ سکھ صاحبان کا ست سری اکال یا واہگرو جی کی فتح"

امید کہ اب سردار صاحب کو مخصوص سلام کی فلاسفی اور اس کا اثر سمجھ میں آگیا ہوگا۔

ایک باموقع مکان، محلہ دارالرحمت میں ایک پختہ مکان جو نصف کنال زمین میں واقعہ ہے جسکی مکانیت حسب ذیل ہے:۔ فروخت ہوتا ہے
چار کوٹھریاں ۱۰×۱۱ دالان ۱۷×۱۱ سٹور ۱۰×۱۱ باورچیخانہ ۱۰×۱۱ ۔ بیٹھک ۱۰×۱۱ ڈیوڑھی ۱۰×۱۱ برآمدہ ۲۶×۹ صحن ۲۶×۲۵ فیٹ ۔۔۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ۔ ع ۔ م ۔ معرفت ایڈیٹر نور قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ ودوانوں کا تعصّب
اور
ہماری انصاف کیلئے التماس

(از ماسٹر بھگت رام صاحب اگروال چھانی فیروزپور)

عدالتوں کے بڑے بڑے ججوں کے فیصلے کا ملاحظہ کرنا اگر کسی شخص کو درکار ہو۔ تو بلا لحاظ کسی ذات پات کے وہ شخص چند روپے خرچ کرنے پر اس فیصلے کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ویدک دھرم کے بڑے بڑے ودوانوں پنڈتوں اور سنیاسیوں سے کسی دھارمک معاملہ کے متعلق کوئی پرکشن ہو سکتا یعنی آزادرائے مانگو۔ تو وہ عام لوگوں کے سوالات کا کوئی جواب دینا پسند نہیں کرتے بلکہ اُن کو عموماً مغالطے اور بے خبری میں ہی رکھے چلے جا رہے ہیں۔

دھارمک معاملات میں فیس کا لینا اور دینا اگرچہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ مگر تاہم بطور متلاشی حق اور صداقت پانے کا خواہشمند ہونے کے اگر کچھ غیر موزوں نہ سمجھا جائے تو اپنے سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے یہ احقر مفلسی حالت کی غربائی فیس بھی بحساب دس روپے فی جواب ادا کرنے کو تیار ہے۔ اور ذیل کے صرف دس سوالات ہیں ان کے جوابات کے عوض میں مبلغ ایک سو روپیہ جس آریہ فنڈ کے لئے مناسب خیال کیا جائے۔ اس میں پیشگی جمع کروانے کو تیار ہیں۔

اور یہ ہمارے سوالات ایسے سوالات ہیں۔ جو دنیا کے اندر روزمرّہ اور ہر ایک مرد اور عورت کے زیادہ کام میں آنے والے ہیں۔ اور بلکہ بہت سے ہندوستانی گھروں کے دکھوں کا علاج کر دینے والے ہیں۔ آسمان تک کی خیالی باتوں اور خالی وقیانوسی امورات پر بحث مباحثے کرنے کی نسبت دنیاوی زندگی میں زیادہ کام آنے والی ان سوالات کا حل کرنا سب سے اول ضروری ہے اور وہ

حل طلب ضروری سوالات یہ ہیں

۱۔ ویدک گرنتھوں کے اندر جب کبھی اور جہاں کہیں آریہ پرشوں نے اولاد کی خواہش کی۔ تو انہوں نے لڑکوں کی پیدائش کے لئے ہی بڑے بڑے یگیہ۔ تیوہار اور پرارتھنائیں کیں۔ مگر کبھی کسی نے لڑکی کی پیدائش کے لئے خواہش نہیں کی۔ کیا ویدک دھرم کے اندر لڑکیوں کی ضرورت ہی نہیں ؟ اور پھر کیا یہ ویدک دھرم کی طرف سے اسطرح لڑکیوں پر بے انصافی بھی نہیں ہے ؟ شاید اسی قسم کی نفرت کے باعث مدتوں تک ہندوستان میں دختر کشی کی بدرسم جاری رہی۔

۲۔ ویدک گرنتھوں کے اندر جس طرح لڑکوں کے حقوق تقسیم وراثت کے متعلق مقرر کئے ہوئے ہیں۔ وہاں پر لڑکیوں کے حقوق کو کیوں درج نہیں کیا گیا ؟

۳۔ دان کا لفظ صرف بے جان اشیا یا گائے بھینس وغیرہ مویشیوں کی طرف ہی استعمال کرنا درست ہے۔ لیکن اپنے جیسی سوتنتر آتما رکھنے والی اور کرم یونی میں آئی ہوئی لڑکی کی طرف بواہ کے موقعہ پر سمبندھ کی بجائے کنیا دان کا لفظ استعمال کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے ؟ کیا ویدک دھرم میں لڑکیوں کو بھی بے جان مال یا ادنےٰ مویشیوں کے برابر ہی سمجھا جاتا ہے ؟

۴۔ ویدک اتھاس کے اندر اگر کہیں اور کسی شاہی خاندان میں کسی لڑکی نے اپنے باپ کی طرف سے یا کسی عورت نے اپنے خاوند کی طرف سے کبھی کوئی راج وراثت میں حاصل کیا ہو۔ تو اس کا پتہ بتا دیا جائے۔

۵۔ ویدک دھرم میں جب بیٹا نہ ہونے کی صورت میں غیر گھر کا لڑکا متبنےٰ کر لینے کی رسم موجود ہے۔ تو پھر اخلاق کے بگاڑنے والے مسئلہ نیوگ کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

۶۔ علاوہ ازیں جب کسی ہندو گھر میں صرف لڑکیاں ہی موجود ہوں۔ وہاں پر متبنےٰ کر لینے سے ایک بالکل غیر شخص کا لڑکا تو جائیداد کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔ اور اپنی نزدیکی سگی بیٹیاں اتفاقیہ رہے سہے حقوق سے بھی محروم کر دی جاتی ہے۔ کیا یہ ویدک دھرم کی بے انصافی نہیں ہے ؟

۷۔ ویدک دھرم کی رو سے ہندوستان میں لاکھوں اور کروڑوں عورتیں زندہ جلکر ستی ہو گئیں۔ اس قدر لمبے زمانہ میں کیا کبھی کہیں ار دھ انگ کہلانے والا آریہ مرد بھی ستی ہوا ؟ اگر نہیں تو پھر یہ ویدک دھرم کا پکشپات نہیں تو اور کیا ہے ؟

۸۔ شری سوامی دیانند سرسوتی جی نے جہاں تمام دیگر مذاہب کی سخت نکتہ چینی کی اور کئی بدرسومات کا کھنڈن بھی کیا۔ انہوں نے کیا کبھی ہندوستان کی سب سے بُری اور خوفناک رسم دختر کشی اور ستی سسٹم کے برخلاف بھی کہیں کوئی تحریر لکھی ؟ اگر ان کی بنائی ہوئی کسی پستک میں ایسی تحریر درج ہو۔ تو اس کا پتہ بتلا دیا جائے علاوہ ازیں سوامی جی مہاراج نے اپنی ستیارتھ پرکاش کے چوتھے سملاس میں یہ درج کیا ہے۔ کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد لڑکا ایسی لڑکی کے ساتھ بواہ کرے کہ جس کی ہنس اور ہتھنی کے تلیہ چال ہو۔ سوکشم لوم کیش اور دانت یکت ہو۔ اور جس کے سب انگ کومل ہوں "۔ اکیلے لڑکوں کے لئے اس قسم کی ایک طرفہ ہدایتیں دینا۔ کیا یہ سیدھے سادے انگ رکھنے والی مگر شدھ پوتر بدھی مان لڑکیوں کے اوپر بے انصافی نہیں ہے ؟

۹۔ آگے کسی بیوہ عورت کو اپنے خاوند کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف سے اگر کبھی کوئی جائداد ملتی بھی ہے۔ تو اس بیچاری کو اس کے بیع یا انتقال کا اختیار نہیں ہوتا اس طرح پر ویدک دہرم کے اندر استریوں کی زندگی سخت بیکسی اور افسوس کی ہے۔ بچپن سے لیکر مرن پریئنت وہ اپنا جیون بغیر کسی مقررہ حق حقوق کے ہی بسر کرتی ہیں۔ حالانکہ دیگر فرقوں میں والدین کے گھر میں لڑکیوں کے حقوق اور خاوند کے گھر میں عورت کے حقوق واضح طور پر تسلیم شدہ اور مقرر ہیں۔ جب ویدک گرنتھوں کے اندر استری جاتی کے لئے کوئی حقوق نشچت طور پر مقرر ہی نہیں ہیں۔ تو پھر خالی جمع خرچ کے طور پر اور بے سلسلہ ہی عورت کو کبھی اردھنگنی۔ کبھی گاڑی کے برابر کا پہیہ۔ کبھی گھر کی مالکہ اور کبھی لکشمی کہہ دینے سے کیا حاصل؟

۱۰۔ اور جب کوئی غیر جاتی کا شخص ویدک دہرم میں شامل ہوتا ہے۔ تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی شدھی ہوگئی۔ کیا ویدک دہرم کی نگاہ میں دیگر فرقوں کے سب اصحاب (تاوقتیکہ وہ ویدک دہرم میں شامل نہ ہوں) اشدھ ہی سمجھے جاتے ہیں؟

ہندا اپنی طرف سے بے انصافیوں کی رَو کو گھٹانے اور عدل و انصاف کا مادہ بڑھانے کے لیے یہ التماس پیش کردی ہے۔ آگے حق کی بات کہنا معزز ناظرین کا خود اپنا فرض بھی ہے۔

عظیم الشان رعایت

حسب ذیل معرکتہ الآرا کتب کا سٹ جس نے غیر مذاہب کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے بجائے للعہ عہ اور ۸ر محصولڈاک کل عہ کو ملے گا۔ ہندو دہرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دہرم و سوراج۔ ستیارتھ ایڈیشن سکھ داذان۔ اذان کا گورمکھی میں ترجمہ۔ گوروؤں کی بانی مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود و ذکر جھوک مہدی۔ جلدی درخواست ہو پھر یہ موقع نہ ملیگا

مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

کیا پرمیشور جھوٹ بلواتا ہے؟

ویدوں میں پرمیشور نے ایک دعا بدیں الفاظ سکھلائی ہے:-

"اے بھگوان! مجھے ہر جنم میں تمام حواس اور پرانوں کو قائم رکھنے والی آتما۔ قوت۔ علم وغیرہ عمدہ سامان ایشور کی محبت اور جسم انسانی پاکر ہوَن وغیرہ کرنے کی عادت ہو اے مالک جہاں! جیسے ہم پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوتِ حافظہ۔ عقل۔ عمدہ۔ سڈول جسم اور حواس رکھتے تھے ہمارے اس دوسرے جنم میں بھی ویسی ہی عقل اور ہر فعل کو انجام دینے کی قوت عطا ہو تاکہ ہم کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار نہ ہوں" (رگوید بھومکا اردو صفحہ ۱۳۰)

اس دعا پر اس اعتراض کے علاوہ کہ جب تناسخ واقعی ہے۔ اور ہم اس دنیا میں اعمال کا بدلہ ہی پاسکتے ہیں۔ تو دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جتنے عمل ہم نے کئے ہیں۔ ان کے موافق جزا و سزا مل ہی رہیگی۔ ایک زبردست اور ناقابل حل اعتراض یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ گویا پرمیشور لوگوں سے اقرار کرواتا ہے۔ کہ

"ہم پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوت حافظہ۔ عقل۔ عمدہ سڈول جسم اور حواس رکھتے تھے"

حالانکہ ایک سماجی بھی علیٰ وجہ البصیرۃ نہیں کہہ سکتا۔ کہ گذشتہ جنم میں میری قوت حافظہ زیادہ تھی وغیرہ وغیرہ۔ جب لوگوں کو علم ہی نہیں ہے۔ کہ پچھلے جنم میں ہم اعلیٰ تھے۔ اور عمدہ حواس رکھتے تھے۔ تو ان سے یہ اقرار کرا کے دعا کرانا بالفاظ دیگر جھوٹ بلوانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا پرکاش اور آریہ گزٹ اس ایشوری ہدایت کی کوئی بھی معقول تاویل کر سکتے ہیں

خاکسار

(اللہ دتا جالندہری مولوی فاضل قادیان)

کیا حضرت محمدؐ تمام اولیاء انبیاء سے افضل ہیں؟

(از قلم جناب مولانا عبدالکریم خاں صاحب)

اب جان دیون پورٹ کے الفاظ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

"کیا کبھی ممکن ہے۔ جس شخص نے اپنے ملک میں مستقل طور پر ایک عظیم الشان اصلاح کردی ہو۔ وہاں ایک رذیل قسم کی بت پرستی کے بجائے جس کا صدیوں سے دور دورہ تھا۔ خدائے واحد کی پرستش کا جھنڈا گاڑ دیا ہو۔ جس نے قتل اولاد کے رواج کا قلع قمع کردیا ہو۔ شراب خوری قمار بازی کے لئے حکم امتناعی جاری کردئے ہوں۔ جس نے کثرت ازدواج کے عام دیرینہ رواج کو نہایت ہی تنگ دائرہ میں محدود کردیا ہو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا سرگرم اور عظیم الشان مصلح نعوذ باللہ دھوکہ باز تھا؟ اس کی تمام زندگی محض ریاکاری تھی؟ نہیں ہرگز نہیں"؟

کارلایل اس سوال کا جواب اس طرح دیتا ہے کہ "اس سے بڑھ کر لغو خیال کون شخص ہو سکتا ہے جو یہ سمجھے کہ ایک ایسا جھوٹا نبی بنی نوع انسان کے بے شمار طریقہ پر اتنی مدت تک وہ عمیق دیانتدار اثر ڈال سکے جو جناب رسالت مآب کی ذات قدسی صفات کی بدولت دنیائے اسلام پر پڑا"

سیل کی تحقیق یہ ہے۔

"میں نے اپنی تحقیق میں کوئی ثبوت ایسا نہ پایا جس سے محمدؐ کے دعوے رسالت میں شبہ پیدا ہو سکے یا ان کی مقدس شخصیت پر فریب و مکر کا الزام لگایا جا سکے"

مسٹر ڈبلو ڈبلو آئرلینڈ فرماتے ہیں۔

یہ احمقانہ خیال کہ محمد صاحب دھوکہ باز یا جادوگر تھے اسقدر ناقابل یقین اور مضحکہ انگیز ہے کہ کوئی شخص بھی جو عقل صحیح رکھتا ہے اور ذرا بھی تحقیق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نا شعور رکھتا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے نہیں ہلتا"

مسٹر آرتھر گلمین ایم اے استفہامیہ رنگ میں کیا خوب جواب دیتے ہیں "کیا ہم حضرت محمدؐ میں یہ نقص نکال سکتے ہیں۔ کہ انھوں نے خدا کو رحیم و کریم بتایا اور عرب کے سینکڑوں بتوں معبودوں کے مقابلہ میں خدا کو وحدہ لاشریک جتایا۔ کیا اس سے حضرت محمدؐ کی بزرگی اور عظمت ثابت نہیں ہوتی۔ کہ اس نے ایسا اعلےٰ درجہ کا خیال ظاہر کیا۔ کیا اس سے ان کی سچائی ظاہر نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنی تمام زندگی میں مرتے دم تک اس بڑے اعلیٰ خیال پر مستقل طور سے جارہا؟ بے شک محمدؐ صاحب کی بزرگی ظاہر اور سچائی ثابت ہے"

چند یورپین مورخین کی تحقیق ہے کہ

"حضرت محمدؐ سچے معنوں میں ریفارمر تھے۔ وہ ہماری تعریف و توصیف کے مستحق ہیں اور وہ "رسول" کے نام کے شایاں ہیں۔ (ڈاکٹر اے گیٹ)

"اس میں کوئی شک نہیں حضرت محمدؐ بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے۔ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ہرگز اپنے مقدس مشن میں آخر دم تک مستقل اور ثابت قدم نہ رہ سکتے"

(مسٹر ای اے فری مین)

"محمدؐ کا مذہب صاف شک و شبہ سے بالاتر ہے خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے۔ ہر منصف مزاج شخص یقین کرنے پر مجبور ہے۔ کہ محمدؐ کی تعلیم و تبلیغ خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی" (گبن)

"محمدؐ صاحب نے ایک گمراہ قوم کو جس کا صدیوں سے کوئی نظم و تمدن نہ تھا۔ جو نہایت حقیر و ذلیل ہو چکی تھی۔ اخلاص و اتحاد کی رسی میں جکڑ باندھ کر بام ترقی پر پہنچا دیا۔ اہل انصاف کو یقین ہے کہ خدا نے ہی ان کو اصلاح پر مامور کیا تھا" (مسٹر مورس)

"حقیقت یہ ہے کتب مقدسہ سماویہ میں انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی سوائے ایک کے محمدؐ جیسا عالی مقام جلیل الشان اور رفیع المرتبہ

معلوم نہیں ہوتا" (سر ولیم میور)

رسول کریم کی صداقت اور قرآن حکیم کی عظمت کے اس دلچسپ بیان کو کسی اور موقع کے لئے ملتوی کرتے ہوئے ہم اس مضمون کو لالہ لاجپت رائے کے الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔

"مجھے یہ کہتے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام کے لئے نہایت عزت ہے۔ میری رائے میں ہادیان دین و رہبران بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت اعلےٰ ہے"

پس "کیا یہ ممکن ہے۔ ایسے شخص کا نام تعظیم و تکریم سے نہ لیا جائے؟ یہ شخص وہ ہے جس کے اصول آج کے دن بنی نوع انسان کے ایک ثلث حصہ کے رہنما اور پیشوا ہیں۔ (ڈاکٹر ڈریپر)

خلاصہ کلام محمدؐ کی فضیلت دیگر انبیاء پر اس کی تعلیم کی سادگی معقول پسندی عملی زندگی کی ہمہ گیری اور مذہبی ہدایت کی حقیقی اخلاقی قدر و منزلت میں ہے۔ وہ اپنے تمام پیروں مداحوں کے لئے صرف واعظ و ناصح ہی نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ مثال کا بہترین مجسم نمونہ ہے۔ بیش بریں اس کی امتیازی عظمت کا راز اپنے مقصود کی رفعت وسعت اور پائدار کامیابی میں عیاں ہے۔ سر سید نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"پس یہ سچا مذہب اور وہ شخص جس کی معرفت ہم کو اس کی تعلیم ہوئی ہمارے بے انتہا ادب اور نامحدود ثنا و صفت کا مستحق ہے۔ اور بلاشبہ اسی خطاب کا مستحق ہے۔

انت احب الی یا رسول اللّٰہؐ من نفسی التی
بین جنبی

ہم کو بہت بڑی خوشی اور مبارکی اسی بات کی ہے کہ ہم نے اس کو نہ خدا سمجھا اور نہ خدا کا بیٹا نہ کوئی فرشتہ بلکہ ایک وحی بھیجا ہوا انسان جانا۔ مگر اپنی جانوں سے زیادہ عزیز جانا۔

یا بی انت و امی یا رسول اللّٰہؐ
دل و جانم فدایت یا محمدؐ سر من خاک پایت یا محمدؐ

یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما

کریم السجایا جمیل الشیم
نبی الوریٰ یا شفیع الامم
امین خدا مہبط جبرئیل
امام رسل پیشوائے سبیل
آخر آمد بود فخر اولیں
شد وجودش رحمۃ للعلمین

کیا محمدؐ کو تمام صادق اور راستباز آدمیوں پر خاص فوقیت حاصل ہے؟

فی الحقیقت محمدؐ کو دنیا بھر کے راستباز اشخاص پر نمایاں فوقیت حاصل ہے۔ اس کی دیانت میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ عداوت کے باوجود تمام مخالف سن شعور ہی سے آپ کو "الامین" سے ملقب کرتے تھے۔ گویا آپ کا یہ لقب ہی دوسرا نام پڑگیا تھا۔ آپ کی تمام زندگی صدق و راستی خلوص و سادگی تقوے و پاکیزگی کا شریف ترین مرقع ہے۔

پیغمبر اعظم کی جس بات نے میرے دل میں ان کی عظمت و بزرگی قائم کی وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کے وطنوں سے "الامین" کا خطاب پایا کوئی صفت اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی بات اس سے زیادہ مسلم و غیر مسلم دونوں کے لئے قابل اتباع نہیں"

"ایک ذات جو مجسمہ صدق ہو اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی شخص اس قابل ہے کہ پیغام حق کا حامل ہو"

(مسز اینی بسنت صاحبہ)

لیونارڈ کہتا ہے "محمدؐ کا اخلاص و استقلال ایسے حقائق ہیں جو نظر انداز نہیں کئے جاسکتے۔ فی الواقعہ محمدؐ اکابران عالم میں ممتاز ترین شخصیت ہے۔ دوسرے بڑے آدمیوں میں اور اس میں عظیم الشان فرق کی وسیع خلیج حائل ہے۔ اگرچہ عمر کے آخری حصہ میں سلطنت و حکومت بھی حاصل